تعارف کُتب اصول حدیث ، تبصرہ

مولانا ضیاء الحق

زیر نگرانی بحضرت مولانا مفتی غلام الرحمن صاحب دامت برکاتھم العالی

تعارف کتاب نمبرا

"مجموعہ رسائل فی علوم الحدیث"

نام کتاب: مجموعہ رسائل فی علوم الحدیث۔

مصنف: ابی عبدالرحمٰن بن شعیب النسائی

ضخامت: جلد ایک، صفحات ۷۶۔

موضوع: اصول حدیث

مکتبہ: موئسسۃ الکتب الثقافیہ مرکز الخدمت بیروت لبنان.

سن اشاعت: ۱۴۰۵ھ بمطابق ۱۹۷۵ء

مصنف کی حالات زندگی:

نام ونسب:

احمد بن شعیب علی بن سنان بن بحر نام ہے .ابو عبدالرحمٰن کنیت ہے .خراسان کے ایک مشہور شہر نساء میں پیدا ہوئے۔

سن پیدائش:

۲۱۵ھ ہے .امام نسائی کے نام سے مشہور ہے۔

لفظ نسائی کی تحقیق:

لفظ نسائی نساء کی طرف منسوب ہے عرب کے لوگ ھمزہ کو واو سے بدل کر نسبت میں نسوی بھی کہتے ہیں، لیکن خلاف قیاس نسائی مشہور ہوگیا ہے۔لفظ "نساء بفتح النون والسین و کسرہ الھمزہ خراسان" میں ایک مشہور شہر کا نام ہے۔جب اسلامی لشکر خراسان پہنچے تو ڈر کے مارے تمام مرد بھاگ گئے صرف عورتیں رہ گئیں اسلئے اس بستی کا نام ہی نساء ہوگیا۔یہ شہر حضرت عثمانؓ کے دور خلافت ۳۲ھ میں عبداللہ بن عامر کے ہاتھ فتح ہوا اور احنف بن قیس اس کے گورنر مقرر ہوئے۔

تعلیم:

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی شہر کے شیوخ سے حاصل کر کے علامہ ذھبیؒ ۲۳۰ھ پندرہ سال کی عمر میں قتیبہؒ کی خدمت میں تشریف لے گئے بقول شاہ عبدالعزیزؒ ان کی خدمت میں ایک سال دو ماہ رہ کر اعلیٰ تعلیم کیلئے بلاد اسامیہ مثلاً خراسان، عراق، حجاز وغیرہ کے سفر کیے اس کے بعد مصر کو اپنے علم کی نشر واشاعت کا مرکز بنایا۔

امام نسائیؒ صوم داؤد (یعنی ایک دن روزہ رکھنا ایک دن افطار کرنا) پر عمل فرماتے تھے. بڑے بہادر تھے، کئی بار جہاد میں شریک ہوئے. سنت نبوی ﷺ پر عمل کرنے کے ساتھ ساتھ ضلالت وبدعت سے بھی نفرت فرماتے تھے. بادشاہ کی مجلس میں نہیں جاتے تھے اور مرغی کھانا، نبیذ پینا عام مشغلہ تھا اور آپ کے نکاح میں چار بیویاں تھیں، چونکہ ان کو سنت سے زیادہ محبت تھی اسلئے اپنی کتاب کی ابتداء سنت سے کی ہے۔

امام نسائی کی حارث سے روایت کا انداز:

امام نسائی پر تکلف لباس زیب تن فرماتے تھے، ایک مرتبہ امامؒ، حارث بن مسکین کی مجلس درس میں آئے اور حارث نے امام کو حکومت وقت کا بندہ سمجھ کر درس سے نکال دیا. اس وجہ سے امام صاحب دروازے کے پیچھے بیٹھ کر حدیث سنتے تھے. چونکہ امام صاحبؒ حارث کے درس سے باہر حدیث سنتے تھے۔

اس لیے احتیاط کے پیش نظر حدیث یوں بیان کرتے ہیں:

" قال الحارث بن مسکین قرأة علیه وانا اسمع " .

ابن اثیر لکھتے ہیں: کہ حارث مصر کے قاضی تھے اور امام نسائی کے ساتھ تعلقات اچھے نہیں تھے جسکی وجہ سے حارثؒ نے امام نسائی کو درس سے نکال دیا تھا۔

اساتذہ :

امام نسائی کے شیوخ کی فہرست طویل ہے. حافظ فرماتے ہیں۔

" انه سمع من خلاق لا یحصون یأتی اکثرھم فی ھذاالکتاب ".

علامہ ذھبیؒ لکھتے ہیں: "سمع من خلق کثیر "

آپؒ کے چند مشہور شیوخ کے نام یہ ہیں:

۱۔ امام اسحاق بن راھویہ ،

۲۔ محمد بن نصر،

۳۔ امام داؤد سجستانی،

۴۔ محمد بن بشار،

۵۔ بقول حافظ امام بخاری بھی استاد ہیں،

۶۔ قتیبہ بن سعید ۷۔ یحییٰ بن موسیٰ،

۸۔ ہشام بن عمار،

۹۔ علی بن حجر،

۱۰۔ سلیمان بن یوسف ۱۱ محمد بن مثنیٰ۔

تلامذہ: آپؒ کے چند مشہور تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں:

ایک آپ کے صاحبزادے عبدالکریم، دوم ابو بکر بن احمد بن السنی، سوم محمد بن معاویہ، محمد بن قاسم اندلسی، علی بن جعفر الطحاوی۔

ابن حجرؒ لکھتے ہیں:

"سمع عنه امم لا یحصون" .

اصحاب فضل کے تعریفی اقوال:

۱۔ مورخ ابن خلکان فرماتے ہیں کہ آپ اپنے زمانے میں حدیث کے امام تھے۔

۲۔ امام دار قطنیؒ نے ان کو شیخین کے بعد کا درجہ دیا ہے۔

۳۔ ابوسعید عبدالرحمٰن نے اپنی تاریخ مصر میں ان کو امام ثقہ حافظ قرار دیا ہے۔

۴۔ ابن الحداد فرماتے ہیں کہ میں اپنے اور اللہ کے درمیان امام نسائی کو واسطہ بنا چکا ہوں۔

۵۔ حافظؒ نے مقدمہ فتح الباری میں لکھا ہے کہ فن رجال میں ماہرین فن کی ایک جماعت نے ان کو امام مسلمؒ پر فوقیت دی ہے۔

۶۔ علامہ تاج الدین سبکیؒ "طبقات الشافعیہ الکبریٰ" میں لکھتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ حافظ ابوعبداللہ ذھبی سے سوال کیا کہ امام مسلم حدیث کے زیادہ حافظ ہیں یا امام نسائی؟ تو انہوں نے امام نسائی کی طرف اشارہ کیا۔ حافظ تقی الدینؒ نے بھی اسی کی موافقت کی۔

۷۔ حافظ شمس الدین ذھبیؒ اعلام النبلاء میں لکھتے ہیں کہ امام نسائی امام مسلم و امام ترمذی و امام ابوداؤد سے زیادہ ماہر ہیں علم حدیث اور علم الرجال میں۔

"محدثین عظام ص ۲۴۴ مصنف علامہ تقی الدین ندوی مظاہری"۔

تصانیف:

امام نسائی کی تصنیفات کی تعداد ۱۳ ہے جن میں چند مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ السنن الکبریٰ، اسکے راوی ابوبکر محمد بن معاویہ المعروف بابن الاحمر ہیں۔

۲۔ کتاب الضعفاء والمتروکین،

۳۔ عمل الیوم واللیلہ،

۴۔ کتاب الجمعہ،

۵۔ کتاب المدلسین،

۶۔ کتاب الاسماء والکنیٰ،

۷۔ مسند علی،

۸۔ خصائص علی،

۹۔ سنن صغریٰ (المجتبیٰ)،

۱۰۔ مسند منصور بن مرزان زاذان،

۱۱۔ فضائل صحابہ،

۱۲۔ مسند مالکؒ،

۱۳۔ اغراب شعبہ علی سفیان وسفیان علی شعبہ۔

''محدثین عظام ص۱۲۲ مصنف علامہ تقی الدین ندوی مظاہری''۔

امام نسائی پر تشیع کا الزام اور وفات:

چونکہ ملک شام میں خارجیت کا زور تھا اور عامۃ الناس حضرت علیؓ سے بدگمان تھے اسلئے امام نسائیؒ نے خصائص علی لکھی جس کی وجہ سے ان اپ تشیع کا الزام لگایا گیا یہاں تک کہ مورخ ابن خلکان اور ابن کثیرؒ نے بھی اس سے متاثر ہو کر تشیع کا الزام لگا دیا حالانکہ یہ الزام بے بنیاد ہے۔

ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

" وکان یتشیع " علامہ ذہبیؒ رقم طراز ہیں " الا ان فیہ قلیل تشیع والخرف عن خصوم الامام علی کماویہ عمرو واللہ یسارحہ " ابن خلکان لکھتے ہیں " انہ کان ینسب الیہ شیء من التشیع ".

آپ ۳۰۲ھ میں مجبوراً مصر سے فلسطین کے ایک مقام "رملہ" کی طرف منتقل ہو گئے اور وہاں بنوامیہ کی طویل حکومت کے خارجیوں کا چرچا زیادہ تھا اسلئے آپ ۳۰۲ھ میں دمشق تشریف لے گئے اور ایک دن ممبر پر چڑھ کر خصائص علیؓ سنانی شروع کسی نے سوال کیا۔ کیا آپ نے امیر معاویہؓ کے فضل وفضائل میں کوئی کتاب لکھی؟ تو آپ نے فرمایا کہ امیر معاویہ کیلئے یہ کافی ہے کہ برابر چھوٹ جائے. دوسری روایت میں ہے کہ مجھے معاویہؓ کے بارے میں یہ حدیث پہنچی ہے۔

"لا اشبع اللہ بطنہ" یہ حدیث ابو داؤد طیالسی، مسلم شریف، البدایہ و النہایہ وغیرہ میں ہے. اس جواب سے لوگ بدظن ہو گئے۔ اس جواب کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں نے اس مذکورہ سوال اسلئے کیا تاکہ یہ امیر معاویہ کو حضرت علیؓ پر فضیلت دیں۔

" الناهیه عن طعن معاویه ص ۱۵ مصنف الشیخ عبد العزیز الفرهاوی " .

چنانچہ لوگوں نے ان کو بہت مارا جسکی وجہ سے انتقال کر گئے اور بوقت انتقال فرمایا کہ مجھے مکہ مکرمہ لے جاؤ تاکہ وہاں میں مرون، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

سن وفات:

۱۳ صفر المظفر ۳۰۳ھ ہے اور صفا و مروہ کے درمیان مدفون ہیں۔

مختلف ہر منزل ہستی کی رسم وراہ ہے
آخرت بھی زندگی کی ایک جولاں گاہ ہے

طرز کتاب:

امام نسائی نے اپنی کتاب "مجموعہ رسائل فی علوم الحدیث" ایک عجیب، دلنشین، اور اسان فہم لکھا ہے۔ آپؒ نے تمہید۔

ترجمہ:

موجزۃ امام نسائی ومؤلفاۃ سے آغاز کیا، بعد میں راوی کے صفت اور شرائط ذکر کیے۔ اسکے بعد نسخ خط کے اوصاف بیان کیے۔ اور بعد میں اپنی کتاب کو سات رسائل میں تقسیم کر کے مختلف عنوانات کے ساتھ قلم بند کئے۔ آپ نے ہر رسالہ میں مختلف عنوانات رکھ کر ترتیب کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

مثلاً پہلا "رسالہ تسمیه فقهاء الامصار من الصحابه فمن بعدهم" پر مشتمل ہے اور اسمیں مختلف صحابہ، تابعین، فقہاء بحوالہ بلاد مثلاً مکہ، کوفہ، بصرہ، شام، خراسان وغیرہ ذکر کیا ہے۔

رسالہ ثانیہ الطبقات پر مشتمل ہیں، اسمیں قوی اور ضعیف طبقات کے بارے میں قلم کھینچا ہے اور ساتھ " طبقة المتروك حديثهم" کا بھی ادراک کیا ہے۔

رسالہ " تسمیہ من لم یرو عنہ رجل واحد" پر مشتمل ہے۔رسالہ رابعہ ذکر من حدث عنہ ابی عروۃ ولم یسمع منہ پر مشتمل ہے۔اسی طرح دیگر رسائل مثلاً:

" رسالہ خامسۃ احسن الاسانید التی تروی عن رسول اللہ ﷺ ورسالہ السادسہ تسمیہ الضعفاء و المتروکین و الثقات ممن حمل عنھم اور رسالہ السابعہ امسئلہ لنسائی فی الرجال". پر مشتمل ہیں۔

آپؒ نے رسالہ سادسہ میں ضعیف اور ثقہ صحابہ کی نشاندھی بھی کرائی ہے، چونکہ امام نسائی کی یہ کتاب اگرچہ مختصر ہے مگر سمندر کو کوزے میں بند کیا ہے۔

تعارف کتاب نمبر۲

"التقریب للنووی"

نام کتاب:	التقریب للنووی
مصنف:	الشیخ الامام الحافظ محی الدین یحییٰ بن شرف النووی۔
ضخامت:	جلد ایک، صفحات ۴۸
موضوع:	اصول حدیث
مکتبہ:	مکتبہ خاور علم مسجد لاہور
سن اشاعت:	۱۳۹۹ھ بمطابق ۱۹۷۸ء۔

مصنف کی حالات زندگی:

نام ونسب:

آپ کی کنیت ابوزکریا، نام یحییٰ بن شرف بن مری حورانی اور لقب محی الدین ہے۔حوران کے رہنے والے بے نظیر پیشوا اور جلیل القدر حافظ حدیث ہیں۔مسلک امام شافعیؒ سے تعلق رکھتے ہیں اور بہت سی مفید کتابوں کے مصنف ہیں۔

ولادت:

آپؒ محرم ۶۳۱ھ میں کتم عدم سے لصۂ شہود پر رونق افروز ہوئے۔

وجہ تسمیہ نووی:

النویٰ شام میں ایک گاؤں کا نام ہے اور اس کو اس گاؤں کی طرف منسوب کر کے آپؒ کو نووی کہتے ہیں

آپ بڑے زاہد عالم، محقق ناصر السنۃ اور معتمد الفتاوئی تھے۔ اور مذاہب اربعہ حقہ کے کسی کے ساتھ کوئی تعصب اور عناد نہیں رکھتے تھے۔

علمی سفر:

آپ ۶۴۹ھ میں دمشق تشریف لائے اور مدرسہ ''رواحیہ'' میں داخل ہوئے۔ وہیں سے آپ کھانا کھاتے تھے، آپ نے ساڑھے چار مہینے میں مشہور کتاب ''التنبیہ'' زبانی یاد کر لی اور باقی سال میں اپنے استاد کمال اسحاق بن احمد سے ''المھذب'' کا ایک چوتھائی حصہ پڑھا اور اسے حفظ بھی کر لیا۔ پھر اپنے والد ماجد کے ہمراہ حج کے لیے تشریف لائے اور مدینہ منورہ میں ایک ماہ پندرہ دن قیام کیا۔ اس سفر کے دوران اکثر بیمار رہے۔

علمی ذوق:

قدرت کے کرشمے دیکھئے کہ وہ نووی جن کے ساتھ بستی ''نوا'' کے بچے کھیلنا پسند نہیں کرتے تھے اور وہ بچوں کی نفرین کی وجہ سے روتے بھاگتے تھے۔

صحیح مسلم کے ایسے عظیم شارح اور ساتویں صدی کے وہ جلیل القدر محدث بنے جو سالہا سال دارالحدیث اشرفیہ (شام) میں درس دیتے رہے اور جہاں شیخ تقی الدین سبکی اس تمنا میں جگہ جگہ سجدہ ریز ہوتے کہ شاید ان کی پیشانی ایسی جگہ پڑ جائے جہاں امام نووی کے قدم پڑے ہیں۔

اپنے علاقے سے دمشق آ کر مدرسہ رواحیہ میں پڑھنے لگے۔ تعلیم کے زمانہ میں محنت اور جدوجہد کا یہ عالم تھا کہ کہتے تھے دو سال تک پہلو کے بل زمین پر نہیں سویا۔ بیٹھے بیٹھے ہی کچھ آرام کر لیتا اور پھر مطالعہ میں مشغول ہو جاتا۔ روزانہ مختلف علوم کے بارہ اسباق نہ صرف پڑھتے بلکہ تشریح کے ساتھ یاد بھی کرتے، زندگی کے مستعار لمحات کو تول تول کر خرچ کیا، آتے جاتے بھی وقت بچاتے اور راہ چلتے مطالعہ کرتے کہ جہد طلب ہی سے بزم ہستی کی بنیاد ہے اور وہ موج فنا ہو جاتی ہے جس کو ساحل ملتا ہے۔

دن رات میں صرف ایک بار کھانا کھاتے، پھل فروٹ نہیں کھاتے تھے، فرماتے تھے مجھے خوف رہتا ہے کہ پھلوں کے کھانے سے جسم میں رطوبت پیدا ہو جائے گی اور پھر نیند کا غلبہ علم اور مطالعہ میں مخل ہوگا۔

ان کی علمی مصروفیات نے ان کو شادی کا موقع بھی نہیں دیا، پوری عمر لکھنے پڑھنے میں مشغول رہے، لکھتے لکھتے جب قلم کا مسافر تھک جاتا تو قلم رکھ کر یہ شعر پڑھتے۔

لئن کان ھذا الدمع یجری صبابۃً

علی غیر سعدیٰ فھو دمع ''ضیع''

''اگر یہ آنسو سعدیٰ کے عشق کے علاوہ کسی اور سبب سے بہہ گئے تو سمجھ لیجئے کہ وہ آنسو ضائع ہوئی''۔ بعد میں اندازہ لگایا گیا تو

چار کا پیاں روزانہ کے حساب سے تالیفی رفتار رہی۔

(تذکرۃ الحفاظ جلد۴،ص۱۴۷۲ مصنف امام ابوعبداللہ محمد الذہبیؒ مکتبہ اسلامک پبلیشنگ ہاؤس لاہور)۔

اساتذہ:

آپؒ نے امام رضی بن برھان، شیخ الشیوخ عبدالعزیز بن محمد انصاری، زین الدین بن عبدالدائم، عماد الدین عبدالکریم بن حرستانی، زین الدین خالد بن یوسف، تقی الدین بن ابوالسیر جمال الدین بن صیرنی، شمس الدین، ابوعمر اور اس طبقہ کے دوسرے ائمہ سے حدیث کا سماع کیا۔

تصانیف:

آپؒ کے بہت سے تصانیف ہیں ان میں چند مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ الروضۃ،

۲۔ المنہاج،

۳۔ تہذیب الاسماء واللغات،

۴۔ شرح مسلم،

۵۔ شرح المہذب،

۶۔ ریاض الصالحین،

۷۔ الاذکار،

۸۔ الاربعین وغیرہ۔

وفات:

شیخ نے آخری مرتبہ دمشق سے رختِ سفر باندھا اور بیت المقدس کی زیارت کے بعد اپنے گاؤں نوی کی طرف مراجعت فرمائی۔ وہیں اپنے والد ماجد کے ہاں بیمار ہوئے اور اسی جگہ آخری وقت آپہنچا اور ۲۴ رجب ۶۷۶ھ میں آپ نے داعئ اجل کو لبیک کہا۔ آپ کو شہر کے باہر سپردِ خاک کیا گیا۔ جہاں آپ کی قبر زیارت گاہ خواص وعوام ہے۔

(تذکرہ الحفاظ جلد نمبر۴،ص۹۹۸، مصنف امام ابوعبداللہ محمد الذہبیؒ مکتبہ اسلامک پبلیشنگ ہاؤس لاہور)۔

طرز کتاب:

امام نوویؒ نے اپنی کتاب ''التقریب للنوی فی فن اصول الحدیث'' کو ایک عجیب اور اسان فہم انداز میں لکھا ہے۔ آپؒ نے اپنی کتاب کو فاتحۃ الکتاب سے تبرکا ابتداء کی ہے۔ اور بعد میں تمام مباحث کو مختلف انواع میں تقسیم کی ہے۔ آپ کی کتاب کل ۶۵ انواع

پر مشتمل ہیں۔آپؒ نے ہر نوع میں الگ الگ مباحث ذکر کی ہیں۔

نوع اوّل میں حدیث کے اقسام، اسانید وغیرہ کو بیان کیا ہے۔اسی طرح نوع ثانی میں حسن ضعیف، المتصل، مرفوع، موقوف وغیرہ حدیث کے تمام اقسام کو مختلف نوع کے ساتھ ذکر کیے ہیں۔

آپؒ نے جرح وتعدیل، راوی کے صفت، کیفیت سماع حدیث، کتابت الحدیث، معرفۃ اداب المحدث، معرفت اداب طالب الحدیث، اسناد عالی اور نازل، معرفۃ مراسیل، معرفۃ صحابہؓ، معرفۃ تابعین، روایۃ الاکابرعن الاصاغر، روایۃ الاباء والا بناء، المتشابہ، المتشابھون فی الاسم والنسب اور تمیز تقدیم وتاخیر، معرفۃ المبھمات، التواریخ والوفیات، معرفۃ الثقات والضعفاء معرفۃ الموالی اور معرفۃ اوطان الرواۃ وبلد انھم کو مختلف انواع میں ذکر کیے ہیں۔

آپ کی کتاب میں ایک امتیازی خصوصیت یہ بھی ہے کہ ہر عنوان کے علیحدہ نوع مقرر کی ہے اور اس کے تحت ذکر کیا ہے۔اور دوسری امتیازی اور اسان فہم طریقہ یہ بھی اختیار کیا ہے کہ ہر نوع کے سامنے متعلقہ عنوان درج کیا ہے تا کہ مطالعہ کے دوران اسانی ہو اور قاری تتبع سے بچ سکے اور مطلوبہ عنوان تک رسائی ہو سکے۔

تعارف کتاب نمبر۳

" منہج النقد فی علوم الحدیث "

نام کتاب: منہج النقد فی علوم الحدیث

مصنف: ڈاکٹر نورالدین عتر

ضخامت: جلد ایک، صفحات ۵۳۹

موضوع: اصول حدیث

مکتبہ: دارالفکر دمشق سوریہ

سن اشاعت: ۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۰۰۶ء

طرز کتاب:

مصنف ڈاکٹر نورالدین عتر نے اپنی کتاب "منہج النقد فی علوم الحدیث" کو اسان اور مفصل طریقے سے لکھا ہے۔

آپ نے اپنی کتاب کو اولاً ابواب میں تقسیم کیا ہے۔یعنی آپ کی یہ تصنیف کل سات ابواب پر مشتمل ہیں اور پھر ہر ایک باب کے اندر فصول رکھی ہیں۔یعنی ہر باب مختلف عنوانات کے تحت فصول پر مشتمل ہیں۔

باب اوّل فی التعریف العام المصطلح الحدیث ، باب ثانی فی علوم رواۃ الحدیث ، باب ثالث فی علومہ روایۃ الحدیث ، باب رابع فی علوم الحدیث من حدیث القبول اولی خامس فی علوم المتن باب سادس فی علوم السند اور باب سابع فی العلوم المشترکۃ بین السند المتن پر مشتمل ہیں۔پھر ہر باب میں فصول اور ہر ایک فصل کو ذیلی عنوانات سے مزین کی ہے۔

آپ نے اخر میں خاتمہ کو ذکر کیا ہے اور یہ خاتمہ مناقشات ونتائج عامہ پر مشتمل ہیں۔

خلاصہ کلام:

لہٰذا خلاصہ کلام یہ ہے کہ ڈاکٹر نورالدین عتر صاحب کی کتاب المنہج النقد فی علوم الحدیث تعریف العام بمصطلح الحدیث اور علم حدیث کی تاریخی ادوار، اور اشہر المؤلفین اوران کے کتب پر بحث کی گئی ہے۔ساتھ ساتھ اس میں آپ نے علوم رواۃ الحدیث باعتبار المعرفۃ حال راوی من وجہ قبول اور رد کے حوالے سے اور اسماء رواۃ اور تحمل حدیث اس کی اداء، کتابت، اداب، اصطلاحات اور مقبول ضعیف مردود اور اس کے اقسام کو بھی بیان کیا ہے۔اور اخر میں خاتمہ الکتاب کو ذکر کر کے اس میں مناقشات ونتائج عامہ وغیرہ بیان کیا ہے۔اور اس میں تالیف پر اعتماد بیان کرنے کا خوف تبصرہ کیا ہے۔

حرف آخر یہ کہ مصنف کی یہ کتاب نہایت اسان اور ذوق سلیم کے عین موافق ہے۔

......☆☆☆☆☆......